REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

جلد ۲۳

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۳۵

شرح چندہ

سالانہ	۱۰ روپے
ششماہی	۵ روپے
ممالکِ غیر	۲۰ روپے
فی پرچہ	۲۵ پیسے

The Weekly BADR Qadian.

۱۰ رشعبان ۱۳۹۴ھ   ۲۹ رظہور ۱۳۵۳ہش   ۲۹ راگست ۱۹۷۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ رظہور (اگست)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل کے ذریعہ ۱۰ راگست کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ نیز ریڈیو پاکستان کے نشریہ سے معلوم ہوا کہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی طرف سے حضور انور کے بیان پر جو جرح ہو رہی تھی وہ پرسوں ۲۴ راگست کو دسویں روز مکمل ہو گئی۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور جماعت کو ہر قسم کے فتنوں سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور معجزانہ طور پر اس کی ترقی کے سامان کرے۔ آمین۔

قادیان ۲۶ رظہور۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ــــ الحاج حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۲ پر)

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے

وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح ہر سچے مسلمان کو لانا چاہیئے

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱) "مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ مَیں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں۔ اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے آپؐ کے سوا کوئی راہ نیکی کی نہیں۔" (الحکم ۱۷ ردسمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(۲) "میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپؐ کی اتباع کرتا ہے۔ اور وہی کسی مقام پر پہنچتا ہے۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ تمہیں محبوب بنا لے...... محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپؐ کی اتباع میں ایسا گم ہو کہ اپنے جذباتِ نفس کو تھام لے اور سوچ لے کہ مَیں کسی کی اُمت ہوں۔" (الحکم ۱۷ رستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(۳) "ہم تو کہتے ہیں کہ کافر ہے وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے رُوگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال جو کوئی نئی شریعت لانے کا دعوےٰ کرے یا قرآن اور سُنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تغیر و تبدل کرے۔ یا کسی حکم کو منسوخ جانے۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔ اور اس شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اس کو ہمیشہ تک رہنے والا مانے اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شعشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے۔ اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے، عملاً و علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے۔ تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔" (الحکم ۶ رمئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۵)

اِسلام سے نہ بھاگو، راہِ ہُدیٰ یہی ہے

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

اسلام سے نہ بھاگو، راہِ ہُدیٰ یہی ہے
اَے سونے والو جاگو، شمس الضّحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی، جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خُدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے، کِس رہ سے اُس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مُشکل کُشا یہی ہے
دُنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت، دارالشّفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دُنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اِس کو یارو، آبِ بقا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی!
اَے طالبانِ دولت! ظِلِّ ہُما یہی ہے
کرتا ہے مُعجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اِسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر سے چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

کذب بیانی میں گوبلز کو مات کر دیا

روزنامہ دعوت دہلی کا ایک اداریہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

ماہ اگست ۷۴ء کے تیسرے ہفتہ میں مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ اور قیام دہلی کے دوران مجھے بعض اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان سے بھی ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ دوران گفتگو میں میں نے یہ تأثر لیا کہ وہ حضرات پاکستانی اخبارات کے اس پروپیگنڈا سے متاثر ہیں کہ پاکستان میں موجودہ ہنگاموں کی ابتداء کا باعث ۲۹ مئی کو ربوہ سٹیشن کا واقعہ ہے جس میں احمدیوں نے نشتر کالج کے طلباء پر حملہ کیا اور ان پر ظلم و ستم کیا جس کے نتیجہ میں بعض طالب علم مر گئے اور بعض کے اعضاء کو کاٹ دیا گیا۔

حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں۔ بلکہ شرارت کی ابتداء بھی ان طلباء کی طرف سے ہی ہوئی۔ انہوں نے ہی احمدیوں کے خلاف نعرے لگائے گالیاں دیں۔ احمدی مستورات پر فحش آوازے کسے اور لوگوں پر پتھراؤ کیا۔ سٹیشن پر موجود احمدیوں نے ان طلباء کو اس شر پسندی سے منع کیا اور جب وہ باز نہ آئے تو ان کی معمولی گوشمالی کی۔ اور باہمی مارپیٹ ہوئی۔ جس میں دونوں طرف کے افراد زخمی ہوئے۔ مگر واقعۂ ربوہ میں نہ کوئی شخص مرا اور نہ ہی کسی کو ایسا شدید زخم آیا جس کے نتیجہ میں کسی کا کوئی عضو بیکار و مفلوج ہوا ہو۔ دراصل یہ بھی مخالفین احمدیت کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ تاکہ اس کی آڑ میں احمدیوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا جائے۔ چنانچہ عملاً ایسا ہی ہوا۔ اور اس ناپاک منصوبہ کا پروگرام ابھی تک بھی جاری ہے اخبار بدر میں بھی کئی مرتبہ واقعۂ ربوہ کے کوائف پیش کئے جا چکے ہیں۔ تاہم بعض ذمہ دار لوگ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ شاید احمدیوں کی طرف سے ابتداء ہوئی۔ اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ واقعۂ ربوہ کی اصل حقیقت کو پاکستانی اخبار سے ہی پیش کر دیں۔ تاکہ عوام میں پیدا کردہ غلط فہمی کا ازالہ ہو سکے۔

چنانچہ پاکستان میں ایک غیر جانبدار اخبار روزنامہ "مساوات" لاہور مورخہ ۳۰ مئی ۷۴ء میں $\frac{۲۲}{۲۹}$ مئی ۷۴ء کو ربوہ میں ہونے والے سانحہ کی خبر مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوئی:-

"ربوہ ۲۹ مئی۔ نشتر کالج کے طلباء کے ایک گروپ نے ۲۲ مئی کو ملتان سے چناب ایکسپریس کے ذریعہ تفریحی دورہ پر جاتے وقت، گزرتے وقت مقامی (ربوہ) سٹیشن پر اخلاق سوز حرکات کیں سٹیشن پر موجود خواتین پر فحش آوازے کسے۔ یہ طلباء گاڑی کی روانگی پر یہ دھمکی دے کر گئے کہ واپسی پر سبق سکھائیں گے۔ آج جب واپس آئے تو گاڑی کے ربوہ کی حدود میں داخل ہوتے ہی نعرہ بازی اور گالی گلوچ کے ساتھ پچھلے اسٹیشنوں سے جمع کئے گئے پتھروں سے پتھراؤ شروع کر دیا۔ گاڑی کے ریلوے پلیٹ فارم پر رکنے کے بعد انہوں نے وہاں موجود افراد پر ہاکیوں اور دوسرے ہتھیاروں سے حملہ کر دیا۔ تصادم سے دونوں طرف سے دس افراد زخمی ہوئے۔ تاہم کوئی شخص شدید زخمی نہیں ہوا۔ ریلوے حکام۔ ریلوے پولیس اور مقامی معززین کی کوششوں سے صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔ اس واقعہ کے باعث چناب ایکسپریس تین گھنٹے لیٹ ہو گئی۔"

○ ○

○ ○

اب آپ "صالحین" یعنی جماعت اسلامی ہند کے نقیب و ترجمان روزنامہ "دعوت" دہلی مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء کے اداریہ کو جو بعنوان "مسلمان ـــ قادیانی ـــ اور صحافتی پروپیگنڈہ" صفحہ اول پر شائع کیا گیا ہے ملاحظہ کریں۔ واقعۂ ربوہ کا ذکر کرتے ہوئے مدیر "دعوت" رقم طراز ہیں

"اگرچہ اس ہنگامہ کی ابتداء قادیانیوں نے کی تھی۔ ربوہ اسٹیشن پر ٹرین پر نکلے ہوئے مسلمان طلباء کی ٹرین کو روک کر چند کو شہید کر دیا گیا۔ کچھ طلباء کی ناک۔ کان۔ زبان اور آلۂ تناسل کاٹ کر مثلہ کیا گیا۔ اور انہیں بروقت طبی امداد بھی نہیں پہنچائی گئی۔"

(روزنامہ "دعوت" دہلی ص۱ مورخہ ۱۶ جولائی ۷۴ء)

جنگ عظیم دوم میں جرمنوں کا وزیر پروپیگنڈا گوبلز جھوٹے پروپیگنڈے میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ خوب جھوٹ بولو اور اس جھوٹ کو پورے زور کے ساتھ بار بار بولو تاکہ لوگ جھوٹ کو ہی سچ سمجھنے لگیں۔ لیکن جماعت اسلامی کے نقیب "دعوت" نے تو ماشاء اللہ گوبلز کو بھی صحافتی پروپیگنڈہ میں مات کر دیا ہے۔ لاہور کا اخبار روزنامہ "مساوات" تو خبر دیتا ہے کہ ربوہ کے واقعہ کی ابتداء خود نشتر کالج کے طلباء کی طرف سے تھی اور ۲۹ مئی کے سانحہ میں دونوں طرف کے دس افراد زخمی ہوئے۔ مگر "دعوت" دہلی کذب بیانی کرکے بلکہ اشتعال انگیزی کے جذبہ کے تحت یہ خبر دیتا ہے کہ ابتداء احمدیوں کی طرف سے ہوئی۔ "اور چند طلباء کو شہید کر دیا گیا اور کچھ طلباء کی ناک۔ کان۔ زبان اور آلۂ تناسل کو کاٹ کر مثلہ کیا گیا"۔

ہم حیران ہیں کہ ان "صالحین" کو جھوٹ بولنے اور جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے میں شرم و حجاب کیوں محسوس نہیں ہوتا۔ حقائق کو توڑ مروڑ کرنا کیا یہ اسلام ہے؟ جس کی وہ "دعوت" دیتے ہیں!!

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیر مغاں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے اس فتویٰ کی من و عن تعمیل کرکے جماعت احمدیہ کے خلاف کذب صریح سے کام لینا موجب نجات و ثواب سمجھتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کے بارے میں مولانا مودودی صاحب فتویٰ دیتے ہیں:-

"جھوٹ اس کی (یعنی اسلام کی) نگاہوں میں ایک بدترین برائی ہے لیکن عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے وجوب کا فتویٰ دیا گیا ہے۔"

(ترجمان القرآن مئی ۱۹۵۸ء)

$\frac{۱۱}{۱۲}$ جولائی ۱۹۷۴ء کو میں ماؤنٹ آبو (راجستھان) میں مکرم سید فضل احمد صاحب ڈی۔ آئی۔ جی کے پاس مقیم تھا تو پاکستان ریڈیو سے انگریزی اور اردو میں بار بار یہ خبر براڈکاسٹ کی گئی کہ واقعۂ ربوہ کی تحقیقات کے لئے حکومت نے جو ٹریبونل مقرر کیا ہوا ہے، عوام کے اصرار و انتظار کے پیش نظر اس کی مختصر رپورٹ ٹریبونل کی طرف سے مل گئی ہے۔ کہ واقعۂ ربوہ میں کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی کو ایسا زخم آیا ہے جس سے کسی کے جسم کا کوئی حصہ یا عضو بیکار و مفلوج ہوا ہو۔

قارئین کرام! تحقیقاتی ٹریبونل کی اس ابتدائی رپورٹ کو (جو ریڈیو پاکستان سے براڈکاسٹ کی گئی) ملحوظ رکھیں۔ دوسری طرف جماعت اسلامی ہند کے اس "صحافتی پروپیگنڈہ" یعنی جھوٹ کے طومار کو ملاحظہ کریں کہ

"چند طلباء کو شہید کر دیا گیا۔ اور کچھ طلباء کی ناک۔ کان۔ زبان اور آلۂ تناسل کاٹ کر مثلہ کیا گیا"!

اور پھر مدیر "دعوت" کو داد دیں کہ واقعی انہوں نے "صحافتی پروپیگنڈہ" میں جرمنی کے کذاب گوبلز کو بھی مات کر دیا ہے۔ لیکن مدیر "دعوت" یاد رکھیں کہ جھوٹ، جھوٹ ہی ہے۔ صحافتی پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں وہ "حق" نہیں بن سکتا۔ خواہ وہ اس نجاست پر صالحین کے جامہ میں کتنا بھی ملمع ماریں۔ انشاء اللہ جب تحقیقاتی ٹریبونل کی رپورٹ شائع ہو کر منظر عام پر آئے گی (ویسے صمدانی کمیشن کی رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کر دی گئی ہے اور اب وہ وزیر اعظم بھٹو اور نیشنل اسمبلی کے زیر غور ہے) تب گوبلز کے ان چیلے چانٹوں کے صحافتی پروپیگنڈا کی قلعی کھل جائیگی۔

دراصل "صالحین" کا یہ سب صحافتی پروپیگنڈہ پاکستان میں اسلام کے نام پر مظلوم و معصوم احمدیوں پر کئے جانے والے مظالم کو چھپانے کے لئے ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ مظلوم احمدیوں کا خون چھپ نہ سکے گا۔ ان مظلوموں اور معصوموں کی آہیں عرش الٰہی کو انشاء اللہ ہلا دیں گی۔

ہماری فریاد اور آہ و بکا تو صرف اس احکم الحاکمین کے دربار میں ہے۔ اور بارگاہ رب العزت سے اسی کی رحمت کے امیدوار ہیں کیونکہ وہ خود فرماتا ہے

اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے ہم تو زندہ رہنے اور دوسروں کو زندہ کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں

ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے خود مشاہدہ کرتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کے جلال کا عرفان رکھتے ہیں

تازہ خطبۂ جمعہ میسّر نہ آنے کی وجہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ۳۱ مارچ ۱۹۷۰ء کا ایک خطاب ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ یہ خطاب سیدنا حضور انور نے جماعتِ احمدیہ کی اکیاونویں مجلس مشاورت کے موقع پر فرمایا تھا۔ ——— (ایڈیٹر)

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے نمائندگانِ مجلس شوریٰ سے اختتامی خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"قرآنِ کریم نے جو یہ فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا متولّی ہوتا ہے

یہ کوئی فلسفیانہ خیال نہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندے اپنی زندگیوں میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ آپ بھی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ مَیں تمہارا متولّی ہوں۔ پس وہ قادر و توانا جو ہمارا متولّی ہے اور ہمارا اتنا بڑا محسن ہے جو ہماری ساری قوتوں کی نشو ونما کے لئے سامان پیدا کر رہا ہے اور ہر وقت ہمیں خوش رکھتا ہے۔ دُنیا ہمیں گالیاں دے رہی ہوتی ہے۔ دُنیا ہمیں مارنے کی سکیمیں سوچ رہی ہوتی ہے۔ دُنیا ہماری مردم شماری، خدا معلوم نیک نیتی سے یا بد نیتی سے کر رہی ہوتی ہے۔ مگر وہ جو ہمارا خدا ہے کہتا ہے

تم فکر کیوں کرتے ہو، مَیں جو تمہارے ساتھ ہوں

اور پھر ۱۹۴۷ء کی آگ ہو یا ۱۹۵۳ء کی آگ ہو ہمیں جلانے کے لئے جو عظیم آگ بھی جلائی گئی اس نے یہ ثابت نہیں کیا کہ جماعت احمدیہ کو ایسی آگ میں جلایا جا سکتا ہے بلکہ اس نے یہ ثابت کیا کہ جب ایک احمدی کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ

آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ
غلاموں کی بھی غلام ہے۔

تو یہی بات سچی ہوتی ہے۔ جتنی مرضی آگ جلا دو۔ اس سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ ربّ العالمین كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ہے۔ اس کی تدبیروں کی شکل بدلتی رہتی ہے۔ وہ ایک نئے رنگ میں ایک نئے نور میں ایک نئی شان کے ساتھ دُنیا پر ظاہر ہو رہا ہے۔ آج اس نے ہمارے اس ملک کے حالات بدل دیئے ہیں۔ اب مجھے جو نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ شرارتی، ہم سے تعصب رکھنے والا، ہمیں دُکھ پہنچانے والا، ہمیں لوٹنے اور قتل کرنے کے منصوبے باندھنے والا تو موجود ہے۔ لیکن جہاں

اللہ اور اس کے رسُول فتنہ اور فساد پسند نہیں کرتے

ہاں آج ہماری حکومت اور اس پاک زمین کے عوام بھی اسے پسند نہیں کرتے کہ ایک شخص دوسرے کی گردن اُڑانے کے منصوبے بنائے اور ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ ہم تو زندہ رہنے اور زندہ کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمیں کون مار سکتا ہے۔ ہمارے افراد جان کی قربانی دے دیں گے۔ لیکن ہماری جماعت زندہ اور زندگی بخش ہے۔ اس کا دُوسرا نام "آبِ حیات" ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے خود مشاہدہ کرتی اور دُوسروں کو دکھاتی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپؐ کے جلال کا عرفان رکھتی ہے اور یہ عرفان دُوسروں میں پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ قرآن کریم کی عظمت کو بھی اور اس کے حُسن کو جانتی، اور جس رنگ میں اس نے بنی نوعِ انسان پر احسان کیا ہے اس کی معرفت رکھتی ہے۔ اور یہ چاہتی ہے کہ یہی معرفت دوسروں کے اندر بھی پیدا ہو جائے۔ ہم تو زندگی کا پانی ہیں۔ ہمیں موت کا گھونٹ کون پلا سکتا ہے۔ دُنیا میں نہ کسی ماں نے ایسا بچہ جنا اور نہ کوئی ماں ایسا بچہ جنے گی جو اس میں کامیاب ہو جائے۔

ہم نے ساری دُنیا کو زندہ کرنا ہے

ہمیں ظالم اور مفسد، تلوار یا توپ یا ایٹم بم سے کوئی خوف نہیں ہے۔ یہ سارے مجبور ہوں گے کہ ہماری طرف آئیں۔

اب میں یہ "خطبہ" جو آپ کے ہاتھ میں دیا ہے (مطبوعہ بدر ۹ اپریل ۱۹۷۰ء) اس میں ایک نعرہ "انسانیت زندہ باد" کا بھی ہے۔ ہم انسانیت کے خادم ہیں۔ ہم انسانیت کے شرف کو اور اس کے مقام کو سمجھتے ہیں۔ (اس دوران میں "حضرت خاتم الانبیاء زندہ باد" "حضرت ختم المرسلین زندہ باد" اور "انسانیت زندہ باد" کے فلک شگاف نعروں سے ہال گونج اُٹھا) اور "انسانیت زندہ باد" کا نعرہ وہی لگا سکتا ہے جو انسان کے مقام کو سمجھے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جو قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی شکل پر پیدا کیا گیا۔ جس کی ہم یہ تفسیر کرتے ہیں کہ

اِنسان اپنے دائرۂ استعداد کے اندر مظہرِ صفاتِ باری تعالیٰ بن سکتا ہے،

کتنا بڑا شرف کا مقام ہے جو انسان کو دیا گیا ہے۔ لیکن انسان اپنے شرف کو بھول گیا۔ اس کا احساس ایک احمدی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پیدا کیا۔ ہمارا یہ کام ہے کہ اس کو پکڑیں اور جھنجھوڑیں اور اس کو کہیں کہ تم کن خیالوں میں ہو۔ تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اِس قدر بلند مقام عطا کیا ہے۔ تم اس مقام کو حاصل کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ تم اس کی صفات اپنے اندر پیدا کرو۔

پس ہمیں نہ کوئی مارنے والا نہ کوئی ہلاک کرنے والا، نہ کوئی مٹانے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا پیدا ہوا ہے۔ ہم کسی انسان سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم اس انسان سے ڈر سکتے ہیں جو اپنا مقام بھی یاد نہیں رکھ سکا؟ کیا ہم اس ذات کو چھوڑ سکتے ہیں جس کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے اور جس کے قادرانہ تصرفات سے کوئی چیز باہر نہیں۔ اُس کے دامن کو ہم چھوڑ نہیں سکتے۔ اور اس کے ایٹم بم سے ہم کوئی خوف نہیں کھا سکتے۔ ہم تو اس بات کے لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ

ہنستے مسکراتے چہروں کے ساتھ دُنیا کی بھلائی میں زندگی گزاریں

جب ہم اپنے ربّ کے سامنے جاتے ہیں تو جس طرح ایک عاشق مرغِ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوتا ہے اس طرح ہم تڑپتے ہیں۔ لیکن جب ہم دُنیا کے سامنے جاتے ہیں تو دُنیا اپنی تمام مفسدانہ طاقتوں کے باوجود ہمارے چہروں پر سوائے مسکراہٹ کے کچھ نہیں دیکھے گی۔ یہی ہماری نشان ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ طاقت کا مقابلہ طاقت سے نہ کرنا۔ ہمارے خلاف اگر لاٹھی اٹھائی گئی تو اس کے مقابلہ میں ہم لاٹھی نہیں اُٹھائیں گے۔ اور پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ تم طاقت کے مقابلہ میں طاقت استعمال نہ کرنا۔ مَیں اپنی طاقت لے کر آسمانوں سے زمین پر آؤں گا۔ اور تمہاری حفاظت کروں گا۔ اس بشارت کے بعد کونسا خوف ہے جو ہمارے دلوں کو ہراساں کر سکتا ہے۔ پس اس حقیقت کو سمجھیں اور ہنستے ہوئے اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ

اپنے حُسن و احسان کے جلوے ظاہر کریں

اور جب اپنے ربّ کے حضور جائیں تو اس کے سامنے جو آپ کا مقام ہے (یعنی ایک ذرّۂ ناچیز کا) اس مقام کو پہچانتے ہوئے عاجزانہ طور پر اس کے سامنے جھکیں۔ اور کہیں کہ اے ہمارے ربّ ہمارے اندر کوئی خوبی نہیں۔ لیکن ہم نے دُنیا میں مشاہدہ کیا ہے کہ جس ذرّۂ ناچیز کو تو اپنی قادرانہ انگلیوں میں پکڑ لیتا ہے اس کے اندر دُنیا کی ساری طاقتیں آ جاتی ہیں۔ پس ہمیں بھی (ہم پر رحم کرتے ہوئے) ہمارے کسی استحقاق کے بغیر اپنی قادرانہ انگلیوں کے اندر اس طرح پکڑ لے کہ وہ مقصد جو ہمارے ذریعہ سے تو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ حاصل ہو جائے تا

تیری محبت دلوں میں قائم ہو۔ اور حضرت محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے انسان عشق کرنے لگے اور آپ کے مقام کو پہچاننے لگے اور آپ میں فانی ہو کر حقیقی اور عارفانہ نعرہ لگائے کہ

"انسانیت زندہ باد!!"

کیونکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان اور افاضۂ خیر

کے بغیر انسانیت زندہ باد نہیں بلکہ انسانیت مُردہ باد ہے۔ اور اسی دائرۂ احسان میں آکر انسان زندہ ہوتا ہے۔ اور انسان کے حق میں یہ نعرہ لگایا جاسکتا ہے کہ

انسانیت زندہ باد!

آؤ! اب ہم عاجزانہ طور پر اپنے رب کے حضور جھک کر اس سے ہر خیر، اس سے ہر برکت، اس سے ہر رحمت اور اس سے ہر فضل مانگیں۔ چھوٹی سے چھوٹی برکت کے لئے بھی ہم اس کے محتاج ہیں۔ اور بڑے سے بڑے رحم کے لئے بھی ہم اسی کے محتاج ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم کچھ نہیں ہیں، ہم یہ جانتے ہیں لیکن تو سب کچھ ہے۔

اپنے خیر سے ہمیں وافر حصہ دے

اور پورا اور کامل حصہ عطا کر۔ آؤ ہم دعا کرلیں۔

(انتہائی اثر و جذب میں) ڈوبی ہوئی لمبی اور پُرسوز دعا کروانے کے بعد سیدنا حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:-

اب یہ مشاورت ختم ہوئی۔ الحمد للہ۔ دوستوں کو جانے کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ہر وقت، ہر آن ہر جگہ حافظ و ناصر ہو۔ اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔ اور اس کی سلامتی کے آپ ہمیشہ حقدار رہیں۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی (افتتاحی تقریر میں) تحریک کی تھی

دوست دعاؤں میں مجھے بھی یاد رکھیں

اللہ تعالیٰ مجھے صحت سے رکھے اور مغربی افریقہ کے مجوزہ سفر کو اس سے زیادہ بابرکت بنائے کہ جو بشارتیں اس وقت تک اس نے مختلف ذرائع سے دی ہیں۔

ایک اور خواہش بڑی شدت سے یورپ کے ایک ملک کے متعلق پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کچھ سامان تو پیدا کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس سفر میں ہی اس میں بھی کامیابی عطا فرمائے اور پھر وہ

اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا احسان

ہوگا کہ آپ کی روح خوش ہو جائے گی۔ لیکن میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

اعلانات نکاح

(۱) مورخہ ۹/۳ کو خاکسار کی نسبتی بہن زینب بیگم جاوید صاحبہ بی۔ اے (آنرز) بنت مکرم محمد صبغت اللہ صاحب احمدی بنگلور کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم عبدالسلام صاحب فاروقی B. Tech. ابن مکرم عبدالستار صاحب فاروقی حیدرآباد، مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل نے (جو اُن دنوں بنگلور آئے ہوئے تھے) بعوض ۷۵۰/- روپے حق مہر پڑھا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اور مورخہ ۱۰/۳ کو مکرم عبدالستار صاحب فاروقی نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ مکرم عبدالسلام صاحب فاروقی نے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے B. Tech. کا امتحان فرسٹ پوزیشن میں پاس کیا ہے۔ اور مورخہ ۲۰/۳ کو ماسٹر پروگرام اوکلاہاما یونیورسٹی امریکہ میں داخلہ کے لئے امریکہ چلے گئے ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث رحمت و برکت ہونے اور مکرم عبدالسلام صاحب فاروقی کی کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے اعانت بدر میں جمع کرا دیئے ہیں۔ (خاکسار: بی۔ ایم۔ داؤد احمد مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ قادیان۔)

(۲) خاکسار کے ماموں مکرم پی عبدالرزاق صاحب کے لڑکے عزیزم شریف احمد کے نکاح کا اعلان خاکسار کے بھائی مکرم پی۔ زین العابدین صاحب کی لڑکی عزیزہ خیر النساء کے ساتھ ۲۰۰۰/- روپے مہر کے

صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر روحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص روحانی پروگرام رکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) جماعت احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں۔ جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات مرتبہ روزانہ سورہ فاتحہ کی دعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کا اور اسی طرح استغفار (یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ) کا وِرد روزانہ ۳۳-۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:-

(۱) رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

ان کے علاوہ حضور نے اپنی زبان میں بھی بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اور صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

عوض میں مورخہ ۱۱ راگست ۷۴ء کو مکرم مولوی محمد یوسف صاحب معلم وقف جدید نے کیناڈر (کیرلا) میں کیا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے راحت اور برکت اور آپس میں محبت و پیار کا موجب بنائے۔ اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔ اس خوشی میں مکرم پی عبدالرزاق صاحب نے اعانت بدر میں پانچ روپے، درویش فنڈ میں پانچ اور شکرانہ فنڈ میں پانچ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ (خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس)

(۳) مورخہ ۵ راگست ۷۴ء بعد نماز عصر خاکسار نے مکرم سید زبیر احمد صاحب ابن مکرم سید مدار صاحب کے نکاح کا اعلان محترمہ صغریٰ بیگم بنت مکرم عبدالخالق صاحب مرحوم کے ہمراہ ۲۲۲۵/- روپے مہر کے عوض میں کیا۔ اس خوشی میں مکرم سید مدار صاحب نے شکرانہ فنڈ میں ۵/- درویش فنڈ میں ۵/- اعانت بدر میں ۵/- اور مقامات مقدسہ میں ۱۰/- روپے ادا فرمائے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے راحت، سکون اور خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور دین و دنیا کی ترقیات سے نوازے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار: فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ۔

ضروری اعلان

دفتر ہذا کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم عبدالغفور صاحب درویش مرحوم سے اگر کسی دوست نے کچھ لینا ہو یا کچھ دینا ہو تو ایک ماہ کے اندر اندر دفتر ہذا کو آگاہ کریں۔ اسی طرح مرحوم کے جائز دعویدار بھی دفتر ہذا کو اطلاع دیں تاکہ تقسیم ترکہ وغیرہ کے وقت ان کو ملحوظ رکھا جاسکے۔

امیر جماعت احمدیہ قادیان

گاہے گاہے باز خواں قصۂ پارینہ را

۱۹۲۷ء میں حج کے موقعہ پر

جلالۃ الملک مرحوم سلطان ابن سعود اور شاہ فیصل سے حضرت عرفانی الکبیر کی ملاقات

اور

دونوں سے پر لطف، معلومات افزا گفتگو

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الکبیر رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کی نہایت درجہ مشہور و معروف اور بلند پایہ بزرگ شخصیت زیادہ تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے سوانح نگار اور اولین صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ ہی سلسلہ کے مشہور قدیمی اخبار "الحکم" کے موسس و مالک تھے۔ آپ نے انگلستان اور یورپ کے متعدد ممالک کی سیاحت بھی کی۔ اور حج بیت اللہ کرنے کی سعادت بھی پائی۔ ابتدائی زمانہ میں اخبار الحکم کی گراں قدر خدمات کے نتیجہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اس اخبار کو اپنا بازو قرار دیا۔ زندگی بھر حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ کا محبوب مشغلہ صحافت اور تالیف و تصنیف رہا۔ آپ کی متعدد تصنیفات میں سے ایک عمدہ تصنیف "کتاب الحج" بھی ہے۔ جس میں آپ نے اسلامی رُکن "حج" کے بارہ میں پوری شرح و بسط کے ساتھ بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ خدا تعالےٰ کے غیر معمولی فضلوں کے ماتحت ۱۹۲۷ء میں آپ کو فریضۂ حج بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ یہ سال سعودی حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کا پہلا سال تھا۔ مناسکِ حج ادا کر چکنے کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت عرفانی الکبیرؓ کو جلالۃ الملک مرحوم سلطان ابن سعود سے خصوصی ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ جس کا تذکرہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے اپنی مذکورہ کتاب "کتاب الحج" میں کیا ہے۔ یہ تاریخی ملاقات اور مرحوم سلطان سے دلچسپ اور معلومات افزا گفتگو، ایک اہم دستاویز کا رنگ رکھتی ہے۔ اس لئے ہم اس کتاب سے متعلقہ حصہ بتمامہ قارئین کرام کی دلچسپی اور علمی بصیرت کے لئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے اپنی یہ کتاب نومبر ۱۹۵۰ء میں حیدرآباد دکن سے شائع فرمائی تھی ——— (ایڈیٹر)

(۱)

سلطان ابن سعود سے ملاقات

جلالۃ الملک سلطان ابن سعود سے مجھے تین مرتبہ ملنے کا موقع ملا۔ دو مرتبہ تو میرے ساتھ حضرت الحاج نیرؔ صاحب مبلغ اسلام (لندن و آفریقہ تھے) اور تیسری مرتبہ مجھے تنہا ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور یہ ملاقات بہت اہم تھی۔ مکہ معظمہ میں سلطان ابن سعود کے داخلہ کا پہلا سال تھا۔ اور اہلِ حدیث کے بہت سے لوگ وہاں گئے ہوئے تھے۔ ان میں ایک مولوی صاحب محمد اسماعیل سورتی تھے۔ میں ان سے قیام بمبئی کے ایام سے واقف اور بے تکلف تھا۔ وہ مذہباً اہلِ حدیث تھے اور عملاً پکے کانگریسی معلوم نہیں اس وقت وہ زندہ ہیں یا مر چکے کیونکہ یہ اکیس برس کا واقعہ ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کو مولوی اسمٰعیل غزنوی (جو سلطان کے خاص مقربین سے ہیں اور جنہوں نے سلطان کی حکومت کے استحکام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں) سے نہیں معلوم کیوں کچھ رنجش تھی۔ وہ ان کے اقتدار اور قرب کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ غزنوی صاحب کے ننہال سے خاکسار عرفانی کو ارادت و عقیدت تھی۔ اس لئے وہ مجھ سے بھی محبت رکھتے تھے۔ سورتی صاحب کو یہ اچھا موقع ملا کہ میرے متعلق انہوں نے غزنوی صاحب کو الزام دینے کے لئے ایک حیلہ پیدا کیا اور شکایت کی کہ غزنوی صاحب ان کو سلطان کے پاس لے گئے اور ان کی وجہ سے یہاں ایک فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔

سلطان میرے عقائد سے واقف تھے اور انہوں نے شیخ الاسلام عبد اللہ بن بلیہد سے استصواب کیا تھا۔ کہ کیا میں ان سے ملوں۔ یہ لوگ تو مبلغ ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے (خدا اس پر رحم کرے) نہایت صحیح مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے سلطان کو ضرور ملاقات کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ وہ کہیں سننا چاہیئے۔ چنانچہ ہم کو موقع ملا اور ہم نے واضح الفاظ میں اپنے عقائد کو پیش کر دیا تھا۔ بعد میں جب سورتی صاحب کو علم ہوا تو انہوں نے میرے لئے دراصل نہیں غزنوی صاحب سے سلطان کو بدظن کرنے کے لئے یہ فتنہ کھڑا کیا۔ مگر سلطان نے واقعات کی روشنی میں جواب دیا کہ میرے پاس تو وہ توفیق شریف کے ساتھ آئے تھے۔ اور میں نے شیخ الاسلام کے مشورہ کے بعد ملاقات کی اور انہوں نے جو کتابیں پیش کیں وہ میں نے قبول کیں۔ غزنوی کا کچھ تعلق نہیں۔ اور سورتی صاحب سے پوچھا کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟

سورتی صاحب نے کہا کہ حج کرنے آئے ہیں۔ اس پر سلطان نے کہا کہ دیکھو ہم بدو لوگ ہیں۔ ہمارے گھر میں تو دشمن بھی آ جاوے تو اس کو پناہ دیتے ہیں۔ وہ تو خدا کے گھر کے لئے آئے ہیں۔ میں یا آپ کون ہیں کہ ان کو خدا کے گھر سے نکال دیں۔ رہا فتنہ اگر وہ کسی قسم کی خلاف قانون بات کریں گے تو حکومت اس کا انسداد کرے گی۔ غرض وہ اس منصوبہ میں ناکام ہو گئے۔ مجھے بھی اس ساری گفتگو کا علم ہوا تو میں نے سلطان سے ملاقات کا انتظام کیا۔ میں حاضر ہوا تو مندرجہ ذیل گفتگو سلطان سے ہوئی۔

عرفانی:- جلالۃ الملک! آپ جانتے ہیں حرمین شریفین کی خدمت کا شرف آپ کو کیوں ملا۔

سلطان:- ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

عرفانی:- بے شک یہ فضل تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔

سلطان:- میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں۔

عرفانی:- شریف عون کے زمانہ میں آپ کے جد حج کے لئے آئے تھے مگر شریف عون نے اختلاف عقیدہ کی وجہ سے ان کو روک دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اس لئے شریف کے خاندان سے یہ شرف نکل گیا۔ اور آپ آلِ سعود کو دیا گیا۔

سلطان:- مرحبا۔

عرفانی:- میں نے یہ واقعہ آپ کو اس لئے یاد دلایا ہے کہ مکہ معظمہ روئے زمین کے مسلمانوں کا مرکز ہے۔ یہاں مختلف عقائد کے لوگ آئیں گے۔ اور آپ کے ساتھ بھی بعض کا اختلاف ہوگا۔ اگر محض عقائد کے اختلاف کی وجہ سے آپ کسی سے تعرض کریں گے تو یاد رکھئے کہ خدا تعالےٰ آپ سے یہ خدمت چھین لے گا۔ اور اس کو دے گا جو اختلاف عقائد کی وجہ سے کسی سے تعرض نہ کرے گا۔

میرے بیان کا ترجمہ توفیق شریف صاحب جو ان دنوں وزیر معارف ہوا کرتے تھے اور کچھ نہ کچھ میں خود بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں بولتا تھا۔ سلطان یہ سُن کر استغفار کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ

میں انشاء اللہ کبھی ایسا نہیں کروں گا اور ساتھ ہی کہا کہ آپ خود موجود ہیں آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ آپ کی شکایت ہوئی۔ اس پر بھی ہم نے توجہ نہیں کی، اس پر میں نے کہا کہ اسی بات نے مجھے تحریک کی کہ میں یہ حق آپ کو پہنچا دوں۔ الحمد للہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

یہ واقعہ میری زندگی کے ایک پہلو پر جہاں روشنی ڈالتا ہے، سلطان ابن سعود کے اخلاق اور سیرت کا بھی ایک پہلو نمایاں ہے۔

میں نے اس کے دربار میں دیکھا کہ اس کے ہم وطن اور بادیہ نشین اعراب آتے تھے اور ان کے ساتھ ایک ہی فرش پر بیٹھتا اور نہایت بے تکلفی کی باتیں ہوا کرتیں۔ کوئی اپنی اونٹنی کے بچہ کا ذکر کرتا۔ کوئی اسی قسم کے تذکرے۔ اور سلطان نہایت اطمینان سے سنتا اور توجہ سے جواب دیتا۔ میں نے اس کے دربار کو اسلامی حکومت کا ایک مظاہرہ پایا۔ قیام مکہ میں مجھے معلوم ہوا کہ سلطان غیر ملکی سفیروں کے ایک مجمع میں بتقریب دعوت موجود تھا۔ وہاں سلسلہ کلام میں کہا تمہارے ممالک کی طرح سامانِ تعیش مہیا کرنے کی تحریکیں یاد دو

نہیں۔ لیکن وہاں جیل خانے ہیں بڑے بڑے جرائم ہوتے ہیں۔

مگر میرے ملک میں جرائم نہیں ہوتے۔ اور مقدمات میں وہ طوالت نہیں۔ اور نہ قانونی پیچیدگیاں ہیں۔ اس لئے میں تمہارے تمدن کے یہاں نہ ہونے پر افسوس نہیں کرتا بلکہ خوش ہوں کہ وہ یہاں نہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں میرا ملک (جو خدا کا ملک ہے) ہر قسم کے جرائم سے پاک ہے۔

دُنیا میں خدا کا پہلا گھر

میں بیت اللہ روزانہ جاتا اور بعض اوقات گھنٹوں وہاں بیٹھتا اور شعایر اللہ کے متعلق ذوق ایمان محسوس کرتا۔ کبھی باب النبیؐ پر مختلف طریق پر گردش کرتا اس احساس کے تحت کہ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے قدم اس مقام پر پڑے ہوں۔ کبھی دار الندوہ کے مقام کو دیکھتا اور ان منصوبوں اور سازشوں کا ایک فلم میرے دماغ میں پھر جاتا جو کفارِ مکہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے خلاف کرتے تھے۔ غرض وہ ایام نہایت ہی ایمان افروز تھے۔ اور دل چاہتا تھا کہ بقیہ زندگی یہاں ہی گذار دوں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے۔ جس کو

ایک بار دیکھا اور پھر دیکھنے کی تمنا ہے

میں قرآن مجید کی تلاوت میں بیت اللہ کی تعمیر اور تاریخ کو پڑھ چکا تھا۔ قرآن مجید نے اسے دنیا میں سب سے پہلا خدا کا گھر یعنی بیت اللہ قرار دیا ہے۔ اور اس کی غرض وغایت یہ قرار دی ہے کہ وہاں خدا کی عبادت ہو۔ اور یہ دُنیا کی ہدایت کے لئے تبلیغِ اسلام کا مرکز ہو۔

میں نے قرآنِ مجید کے اِس دعویٰ کو تاریخ کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی۔ اس وقت تک میں اسے اللہ تعالےٰ کی مجید کتاب میں اس دعویٰ کو پڑھتا تھا۔ اور اب خود اس گھر کے سامنے بیٹھا ہوا اس کی برکات سے بہرہ اندوز ہونے کی دعائیں کرتا۔ کبھی محبت و عاشقانہ نیاز مندی کے جذبات کے ساتھ اس کا طواف کرتا۔ اور کبھی اس کے پردہ کو پکڑ کر

ربّ البیت کو پکارتا

اور کبھی اقبال کے اِس شعر سے لطف اندوز ہوتا

دُنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر ہمارا
ہم اُس کے پاسباں ہیں وُہ پاسباں ہمارا

[کتاب الحج صفحہ ۲۷۵ تا ۲۸۱
مطبوعہ سنہ ۱۹۵۰ء]

---

(۲)

سنہ ۱۹۲۷ء میں
شاہ فیصل سے حضرت عرفانی صاحب رضؓ کی ملاقات
اور دلچسپ گفتگو!

حضرت عرفانی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے اپنی اسی تصنیف "کتاب الحج" میں ایک موقعہ پر شاہ فیصل (جو اُن دنوں امیر فیصل کہلاتے تھے) سے بھی ملاقات کی۔ اور اُن سے جو دلچسپ گفتگو ہوئی اسے بھی مذکورہ کتاب سے قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے لفظ بلفظ نقل کیا جاتا ہے ؛

مولد النبیؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر

میں ایک روز اس مقام پر [illegible] جس کو لوگ کہتے ہیں کہ یہ مولد النبیؐ ہے۔ اس جگہ کو بھی اس وقت (سنہ ۱۹۲۷ء میں) ویران کر دیا گیا تھا۔ پہلے جو عمارت تھی وہ گرا دی گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں اونٹوں لید گوبر وغیرہ کا ڈھیر ہے۔ اور اس مقام کی صفائی کا بھی چنداں خیال نہیں۔ ایک درخت تھا جو بہت ہی قریب زمانہ کا تھا مگر میں نے دیکھا کہ بعض لوگ اس درخت کے ساتھ لپٹتے اور اظہار محبت اس تصور سے کرتے کہ یہ اس مقام پر جس کو ہمارے آقا اور محسن کی ولادت کا شرف حاصل ہے۔ میں نے حسرت کے ساتھ اس نظارہ کو دیکھا اور میں نے عزم کر لیا کہ سعودی حکومت سے اس کے متعلق گفتگو کروں گا۔ چنانچہ دُوسرے دن میں اس وقت کے وزیر خارجہ ڈاکٹر عبد اللہ دملوتی (جن سے لندن میں میری ملاقات ہوئی تھی) ملنے کے لئے گیا۔ اور اس روحانی اذیت کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ امیر فیصل گورنر مکّہ سے (جو سلطان ابن سعود کے صاحبزادہ ہیں) مل کر گفتگو کریں۔ امیر فیصل سے بھی مجھے لندن میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور وہاں ہی ان کا دفتر تھا چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے ملاقات کا انتظام کر دیا۔ اور اس میں ذرا بھی دیر نہ لگی۔ مجھے یہ بات حکومتِ سعودی کی بہت پسند آئی کہ وہاں ارکانِ دولت نہایت بے تکلفی اور سادگی سے ملتے ہیں۔ امیر فیصل نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور انہوں نے قہوہ پیش کیا۔ رسمی گفتگو کے بعد اصل موضوع پر سلسلہ کلام شروع ہوا۔ میں اس ساری تقریر اور دلائل کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا میں نے ان کو جذباتی رنگ میں اپیل کی اور کہا کہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت رکھتے ہیں۔ اس محبت کا تقاضا ہے کہ جن مقامات کو حضورؐ کے نام سے نسبت ہے ان کی خرابی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ امیر فیصل نے مجھ سے کہا کہ ان مقامات کو اس لئے پیوندِ زمین کر دیا گیا ہے کہ لوگ یہاں مشرکانہ حرکات کرتے تھے۔ میں نے کہا اس کا انسداد ان مقامات کے بقا کے ساتھ دُوسرے رنگ میں بھی ہو سکتا تھا۔ آخر آپ کے ہاں دوسرے اعمال غیر مشروع یا معصیت کے لئے سزائیں مقرر ہیں۔ میرے سلسلۂ دلائل میں انہیں قوت معلوم ہوئی تو بالآخر انہوں نے کہا کہ دراصل یہ امر مشتبہ ہے کہ یہ مقام فی الواقعہ مولد النبیؐ ہے بھی یا نہیں۔ پر میں نے کہا کہ اس مقام کو زمانۂ دراز سے مولد النبی قرار دیا گیا اور صدیوں پیشتر سے لوگ اسے مولد النبی کہتے ہیں تو پھر یہ مشکوک کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ مشکوک ہے تو آپ کا پہلا فرض یہ تھا کہ ایک کمیٹی تاریخ دان علماء کی مقرر کرتے اور وہ اصل مقام کی تحقیقات کرتی اور اسے محفوظ قرار دیتی۔ آج تو لوگ معمولی آثارِ قدیمہ کی تحقیقات میں بڑا وقت اور روپیہ صرف کرتے ہیں، اس مقام کے ساتھ تو ساری دُنیا کے مسلمانوں کی عقیدت وابستہ ہے۔ گرانے میں جلدی کی گئی۔ امیر فیصل نے کہا اِس کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ میں نے کہا کہ یہ عذر صحیح نہیں ہے۔ اس کا چارہ کار یہ تھا حکومت اس مقام پر ایک شاندار عمارت تعمیر کرتی۔ اور روئے زمین کے مسلمان اس میں حصہ لیتے۔ اور اس میں سِیْرَۃُ النَّبِیؐ کا ایک دفتر قائم کیا جاتا۔ دنیا کے تمام زبانوں میں سیرت النبیؐ پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کی متعدد جلدیں رکھی جاتیں۔ اور یہ مقام دار الحدیث ہوتا جہاں ہر وقت حدیث کا درس جاری رہتا۔ اس طرح پر جن بدعات یا مشرکانہ حرکات کا آپ کو خطرہ تھا وہ بھی باقی نہ رہتا۔ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھا جاتا اور لوگ حدیث سنا کرتے یا سیرتؐ کی کتابیں پڑھتے۔ میری اس تجویز پر ان کے چہرہ پر مسرت کی ایک لہر آئی اور انہوں نے اسے بہت پسند کیا۔ اور کہا کہ میں حضرت امام سے ذکر کروں گا۔ (یہ لوگ ابن سعود کا جب ذکر کرتے ہیں تو حضرت امام سے کرتے ہیں۔) اس پر یہ انٹرویو ختم ہو گیا۔

مولد النبیؐ میں دار الحدیث

اس سلسلہ میں ایک اور واقعہ کا ذکر بے محل نہیں سمجھتا۔ میں جب حیدر آباد آیا تو خان بہادر نواب احمد نواز جنگ نے اپنے سفرِ حج کے شکریہ یا یادگار کے طور پر ایک وقف قائم کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے مجھ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ میں نے مندرجۂ بالا واقعات کا ذکر کر کے ان کو توجہ دلائی کہ یہ روپیہ آپ اس کام پر خرچ کریں۔ یہ بڑے ثواب کا کام ہوگا۔ اُن کو یہ تجویز پسند آئی اور ایک موڈل (نمونہ) اس عمارت کا انہوں نے تیار کرایا۔ ایک عرصہ تک وہ اُن کے دفتر میں پڑا رہا۔ لوگ اسے شوق سے دیکھتے اور اس کے متعلق خان بہادر صاحب کی تصریحات سُن کر دعائیں دیتے۔

مجھے خوشی ہوئی تھی کہ میری تحریک نے ایک عملی صورت اختیار کر لی۔ لیکن پھر بھی اِس تجویز کے متعلق کچھ سُننے میں نہ آیا۔ اور میں نے حسرت سے کہا

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

میں اس مفید کام کی اب بھی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک قوت اور مقناطیسی اثر رکھتا ہے۔ اس کے سُنتے ہی سُست سے سُست اور غافل سے غافل مسلمان کے قلب میں ایک نئی روشنی اور طاقت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور اس کی عزت و جلال کے اظہار کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے آج حالات بدل چکے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ عصری طریقوں کو کام میں لا کر اس نام کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ اور مسلمانوں کے اندر محبت کا عملی جذبہ پیدا کیا جاوے۔

(باقی دیکھئے صفحہ کالم ۴ پر)

منقولات

ہندوستان اور دُنیا کے دُور دراز علاقوں سے

پاکستان میں احمدیوں پر ہو رہے مظالم کے خلاف

حق و صداقت کی آواز !!

عرصہ کم و بیش تین ماہ سے پاکستان میں احمدیوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اس کی گونج ساری دُنیا میں سُنی جا رہی ہے۔ نہ صرف بھارت کے کونے کونے سے بلکہ دُنیا کے دور دراز علاقوں سے بھی اس ظلم شدید کے خلاف آواز بلند ہو رہی ہے۔ ذیل میں ہم مشہور و معروف اخبارات کے ایڈیٹوریل نوٹس اور دُنیا کے دانشوروں کے شائع شدہ بلند پایہ خیالات کے اقتباسات نقل کرتے ہیں جنہوں نے اپنے طور پر ان مظالم کے خلاف اپنے دلی جذبات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کر کے انسانی ہمدردی کا حق ادا کیا۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنی جناب سے بہتر بدلہ دے اور ظلم کرنے والوں کو بھی ہدایت دے اور ان کی آنکھوں کو کھولے۔ تا وہ دیکھیں کہ ایسا کر کے وہ اسلام کی کوئی بھی قابل قدر خدمت نہیں کر رہے بلکہ سراسر اسے بدنام کر رہے ہیں۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ ایک واضح بات غیر مسلم دانشوروں کو نظر آ رہی ہے لیکن بوجہ عناد اور تعصب کے ہمارے مخالف مسلمان بھائی دیکھ نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اس بات کو سمجھنے کی توفیق دے تا وہ جلد اپنی روش میں تبدیلی لے آئیں ——— (ایڈیٹر)

(۱)

اخبار "ملاپ" حیدرآباد میں جناب ڈاکٹر ہیرا لال صاحب چوپڑا ایم۔ اے۔ ڈی لٹ کلکتہ یونیورسٹی کا ایک مبسوط مضمون بعنوان "پاکستان میں قادیانی مخالف تحریک" شائع ہوا۔ اس میں موصوف لکھتے ہیں :-

"یوں تو اسلام کے لغوی معنی ہیں امن و سلامتی۔ اور یہ دین حضرت محمدؐ کے توسط سے بنی نوع انسان پر صلح و آشتی کے قیام کے لئے نازل ہوا تھا۔ اور رضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا نام اسلام رکھا گیا تھا۔ لیکن برّ صغیر ہند میں اسلام کے نام پر چند متعصب مسلمان حملہ آوروں نے ہندوستان کی دولت کو لوٹنے کے لئے کئی بار حملے کئے دین کے مسائل کے معانی کی تعریف و تفسیر میں ہمیشہ اختلافات ہوتے رہے ہیں اور دیگر مذاہب میں انہیں برداشت کیا جاتا رہا ہے۔ ہندوؤں میں مختلف مکتب ہائے فکر ہیں۔ لیکن ان کے اختلافات محض ذہنی حد تک ہی محدود رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار کم ہی رہے ہیں۔ سانکھ۔ یوگ۔ ویدانت۔ چارواک وغیرہ مختلف مکتب ہائے فکر ہیں اور تمام ہندوؤں نے انہیں برداشت کیا ہے۔

ختم نبوت

اسلام میں کلمہ توحید بنیادی عقیدہ ہے یعنی خدا ایک ہے [illegible] حضرت محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں۔ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے [illegible] حضرت محمدؐ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ دنیا [illegible] متحرک [illegible] اس کی ساخت [illegible]

کہ اقبال نے کہا ہے

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دمادم صدائے کن فیکون

نبوت کا معاملہ بھی ایسا ہے کہ کسی دین کے اندر سقم اور کمزوری کا وارد ہونا گردش ایام کے ساتھ قدرتی ہے اور دین کو محکم اور مستحکم کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی فرد ضرور آتا ہی رہتا ہے۔ اس رہنما کو راہبر۔ مرد کامل۔ مجدد۔ ریفارمر بھی کہا جا سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو ۱۸۳۵ء میں پنجاب میں پیدا ہوا۔ اس نے ۵۴ سال کی عمر میں ۱۸۸۹ء میں اعلان کیا کہ اُسے خدا نے مسلمانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا ہے۔ اس نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ یہود۔ نصاریٰ ہنود میں اس امر کا وعدہ ہے کہ جب دین کمزور ہو گا۔ کوئی مجدد ظاہر ہو گا۔ جو دین کو تقویت دے گا۔ مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو وہی مسیح ظاہر کیا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ۲۵ برس ہو چکے ہیں کہ اس مکتبۂ خیال کے مقلد لاکھوں کی تعداد میں دُنیا کے ہر گوشے میں پھیل چکے ہیں۔ اس جماعت نے بالخصوص افریقہ کے ممالک میں اسلام کی بہت زیادہ تبلیغ و اشاعت کی ہے اور انگریزی زبان میں قرآن کے ترجمے بھی شائع کئے۔ چودھری سر ظفر اللہ خاں سابق وزیر خارجہ پاکستان اسی جماعت کے ایک فرد ہیں ....

۱۹۵۳ء میں پہلی مرتبہ پاکستان میں ایک طوفان اٹھا تھا جسے مولانا مودودی نے اٹھایا تھا۔ کہ قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی کا درجہ دیتے ہیں۔ لہذا انہیں اسلام سے خارج کرنا چاہیئے اور [illegible] سینکڑوں قادیانی [illegible] قتل کر دیئے گئے تھے۔ اور لاکھوں کی جائیداد کا نقصان ہوا تھا۔ اب پھر چونکہ قادیانی جماعت نے ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا اور اسے اقتدار کی کرسی پر بٹھایا۔ تو مولانا مودودی اور دیگر سُنّی علماء نے اسی طوفان کو نئے سر سے اُٹھایا ہے۔ کہ قادیانیوں کو خارج از اسلام کیا جائے۔ اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اگرچہ قادیانی علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ اُن کا عقیدہ ہے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

....

دُنیا میں اور بھی بہت سے مسلم ممالک ہیں۔ لیکن کسی ایک ملک میں آپس میں مسلمانوں میں اس مقصد کا اختلاف نہیں ہے اور یہ صرف پاکستان کو ہی شرف حاصل ہے کہ جب ان کو کوئی دُوسرا ملک جھگڑا کرنے کے لئے میسّر نہیں آتا تو وہ آپس میں لڑنے کو مستحسن فعل قرار دیتا ہے۔ آج سے چالیس سال قبل بھی علامہ اقبال نے کچھ ایسی ہی تحریک چلائی تھی۔ اور اس کا مُنہ توڑ جواب سورگیہ پنڈت جواہر لال نہرو نے کلکتہ کے ماہنامہ ماڈرن ریویو کی معرفت تین مضامین سے دیا تھا جو کافی [illegible] تھا۔

کیا پاکستان اب بھی اپنے آپ کو چودہ سو (۱۴۰۰) برس پُرانے عرب ریگزاروں کا باشندہ سمجھتا ہے، یا موجودہ تہذیب و تمدن سے روشناس ہو کر آج کے زمانہ کے ساتھ چلنا چاہتا ہے۔ اُسے سوچنا ہو گا۔ اور ایسی تنگ نظر تحریکوں سے اپنے آپ کو الگ کرنا ہو گا۔ پیشتر اس کے کہ دنیا بھر کے مسلمان پاکستان کو ہمقدر؛ پر مائل نہ دیکھتے ہوئے خود ہی اس کی رفاقت سے دستبردار ہو جائیں۔" (روزنامہ ملاپ حیدرآباد)

(۲)

قادیانیوں کے خلاف سازش

اس عنوان کے تحت معاصر "پرتاپ" نئی دہلی نے ۱۱ رجولائی کی اشاعت میں ایڈیٹوریل نوٹ رقم فرمایا۔ جس کے چند اقتباس درج ذیل ہیں۔ مندرجہ عنوان کے تحت معاصر رقم طراز ہے :-

"ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو یہ سوال کر رہے ہیں کہ پاکستان کے قادیانیوں نے ان دنوں کیا کیا جو اچانک ان کے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ لوگ، مدت سے محسوس کر رہے ہیں کہ پاکستان میں ایک طبقہ ایسا ہے جو انہیں برداشت نہیں کر رہا۔ اس لئے وہ ضرورت سے زیادہ محتاط تھے اور کوئی ایسی بات نہ کر رہے تھے جس سے مرکز [illegible] ہو جائے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو یہ اچھی طرح جانتے تھے۔ لیکن اس سب کے باوجود [illegible] اور [illegible] خطرے میں پڑ گئی ہے۔ "نیو یارک ٹائمز" کے اسلام آباد کے نامہ نگار نے اپنے اخبار کو یہ اطلاع دی ہے کہ یہ اب کم و بیش [illegible] سمجھا جا رہا ہے [illegible] قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں تمام ممتاز سول اور [illegible] عہدوں سے برطرف کر دیا جائے گا ....

کوئی وقت تھا جب یہ سمجھا جاتا تھا کہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار نہیں کیونکہ آپ اسلام کی دُہائی دینے کے باوجود اتنے کٹر اور اندھے پاکستانی مسلمان نہیں۔ لیکن اب جو کچھ دکھائی دے رہا ہے اس کی بنا پر تو یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اپنی پوزیشن سرکشت کرنے کے لئے مسٹر بھٹو ان قادیانیوں کو بھی قربان کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔

پاکستان اور اس کے باہر کے قادیانی مسٹر بھٹو کے رویہ پر متفکر ضرور ہوں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں کوئی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔ قادیانیوں سے جو سلوک ہو رہا ہے اس سے نہ صرف انہیں ہی بلکہ دوسرے غیر مسلموں کو بھی کچھ سبق لینا چاہیئے۔ آج تک ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ اسلام میں برداشت کی انتہا ہے۔ لیکن اسلام کے علمبردار پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تو کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ مجھ سے کوئی پوچھے تو میں تو یہی کہوں گا کہ مجھے کوئی حیرانی نہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اسلام میں قادیانیوں سے یہ سلوک جائز ہے تو ان لوگوں سے کیا سلوک ہونا ہے جو غیر مسلم ہیں۔ قادیانی تو صرف ایک ہی بات میں عام مسلمانوں سے مختلف ہیں لیکن اور تمام معاملات میں وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں۔ لیکن آج پاکستان میں ان کو بھی موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اسلام ان مسلمانوں کو بھی اسی لئے برداشت نہیں کرتا کیونکہ وہ حضرت محمدؐ کو خدا کا آخری پیغمبر نہیں مانتے اور اس لئے انہیں قتل کیا جا رہا ہے۔ تو ان غیر مسلمانوں سے کیا سلوک ہو سکتا ہے۔ جو دوسری درجنوں باتوں [illegible]

حاشیہ: [illegible] زمانہ کی گردش [illegible] قرآن مجید زمانہ کی دستبرد سے پاک ہے۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ خود مسلمانوں میں ایمانی ضعف اور کمزوری آجانے اور ان [illegible] تعلیم سے [illegible] اور مضمون [illegible] کا اشارہ بھی دراصل مسلمانوں کی اسی کیفیت کی طرف ہے۔ (مبلّغ)

مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ —— (نربندر)"

(۳)

احمدیوں کی سمسّیا

مندرجہ عنوان سے معاصر "پرتاپ" نیو دہلی نے ۲۷/۷ کی اشاعت میں ایک اور مقالہ سپردِ قلم کیا۔ جسے پورے کا پورا ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

"احمدیوں یا قادیانیوں کی اس وقت پاکستان میں جو دُردشا ہو رہی ہے۔ اس نے لوگوں کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کی ہے کہ ان میں اور دُوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ عام مسلمان احمدیوں سے اتنے بدظن ہیں کہ کھلے بندوں کہہ دیتے ہیں کہ یہ مسلمان ہی نہیں۔ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں اس وقت یہ سوال زیرِ غور ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آیندہ چند دِن میں یہ فتویٰ دے دیا جائے گا۔ کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔ اس لئے انہیں غیر مسلم اقلیت سمجھا جائے۔ میں یہ بات مانتا ہوں کہ پاکستان کے احمدیوں کے خلاف اس وقت جو آندولن چل رہا ہے اس کی تہہ میں چند ذاتی اغراض بھی سرگرم ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس بات سے بھی انکار نہ کیا جائے گا کہ عام مسلمانوں اور احمدیوں میں ایک بنیادی فرق ہے۔ عام مسلمان ختمِ نبوت کو اسلام کی بنیاد مانتے ہیں۔ لیکن احمدی کہتے ہیں کہ اُن کے مرزا، حضرت محمد کے بعد مسلمانوں کے پیغمبر ہیں۔ میں قرآن شریف کا ماہر نہیں۔ اس لئے کہہ نہیں سکتا کہ حضرت نے یہ کہا کہ میں آخری پیغمبر ہوں۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ آئے گا۔ یا یہ کہ اتنے برسوں کے بعد میں آیا ہوں۔

جو بھی ہو۔ ہندوستان میں رہنے والے احمدیوں کے نمایندہ مولوی عبدالرحمان نے قادیان میں چند اخباری نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کا وشواس یہ ہے کہ جب بھی عوام غلط راستے پر چل پڑتے ہیں تو ان کی نجات کیلئے اور انہیں راستے پر لانے کے لئے کوئی نہ کوئی پیغمبر آتا ہے۔[1] یہ عین وہی بات ہے جو بھگوان کرشن نے بھگوت گیتا میں کہی ہے۔ اس پر عام ہندوؤں کو تو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن مسلمان اسے ماننے کو تیار نہیں۔ اسے کوئی ان کی تنگ نظری کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ایک بار دنیا اگر غلط راستے پر چل دے تو اسے راہِ راست پر لانے کے لئے کوئی میدان میں نہیں آسکتا۔ میں اس وقت کسی مولوی یا مُلّا سے بحث نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن اس دیش میں بسنے والے احمدیوں سے ضرور سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کا وشواس وہی ہے جو مولوی عبدالرحمان نے پیش کیا ہے تو انہیں ماننا پڑے گا کہ وہ عام مسلمانوں کی بجائے ہندوؤں کے زیادہ نزدیک[2] ہیں۔ مسلمان تو ان کے وشواس کے کارن اُن کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ لیکن ہندو اس وشواس پر کوئی اعتراض کی بات انوبھو نہیں کرتے۔ جیسی ... کی بات ہے کہ آج پاکستان میں کئی جگہ مسلمان ان احمدیوں کو اپنے مُردے بھی دفنانے کی اجازت نہیں دے رہے۔ اسلام کا کیسا شاندار نمونہ یہ پاکستانی پیش کر رہے ہیں۔ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں سے اسلام یہ سلوک کرتا ہے تو غیر مسلموں سے کیا کرتا ہوگا؟

(نربندر)"

(۴)

احمدیوں پر آخر یہ ظلم کیوں؟

عنوانِ بالا سے ہفتہ وار "سیوان ٹائمز" سیوان یو۔پی۔ نے اپنے مبصر کے قلم سے حسبِ ذیل پُرحقیقت فکر انگیز آرٹیکل شائع کیا:-

"اسلام کے نام پر پاکستان میں احمدیوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے اور توڑے جا رہے ہیں۔ وہ صرف اعلیٰ انسانی قدروں کے خلاف بلکہ تعلیماتِ اسلامی کے بھی منافی ہیں۔ اسلام دینِ فطرت اور ایک عالمی مذہب ہے۔ اس کے قوانین اتنے مکمل اور جامع ہیں کہ دنیا کا ہر معقول نظام ("ISM") اس کی آغوشِ تربیت میں ہے۔ مگر یہ خود کسی خارجی نظام کا محتاج نہیں۔

اسلام کی نظر میں اتنی وسعت ہے کہ وہ نہ صرف یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کو بلکہ غیر مسلموں کو بھی اماں دیتا ہے۔ اور قرآن حکیم تمام "غیر اسلامی" فرقوں اور طبقوں کے ساتھ رواداری اور حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے افراد نہ صرف خدا، رسول ﷺ اور قرآن کریم بلکہ احادیث پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ پھر اُن پر ظلم روا رکھنا کس رُو سے جائز ہے۔

اسلام غیر مسلموں کو اماں دیتا ہے، تو احمدیوں کے لئے اس کا دامن اتنا تنگ کیوں کر دیا گیا ہے؟

اسلام کی عالمی تنظیمیں جو "جماعتِ احمدیہ" کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی آواز اٹھا رہی ہیں انہیں پہلے خود اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ آیا وہ خود اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں؟ اور کیا ان کا یہ اقدام "غیر اسلامی" فعل نہیں ہے۔ احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کا نعرہ کھلا ہی نہیں، تنگ نظری اور تعصب کی واضح دلیل ہے۔

پیغمبرِ اسلام نے اپنے دَورِ حیات میں مسلمانوں کو اخلاقیات کی تعلیم پر بہت زور دیا تھا۔ یہ اخلاقی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ اسلام کو اتنی جلد فروغ ملی۔ اور جہاں جہاں اسلام اخلاق کے ذریعہ گیا وہاں آج بھی اسلام کا بول بالا ہے۔ مسلمانوں نے جہاں بھی اسلام کے نام پر قوت کا استعمال کیا تھا وہ خطّے آج مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔

اسلام کی نشر و اشاعت اور فروغ کے سلسلہ میں پیغمبرِ اسلام نے کبھی بھی ظلم و تشدّد کا سہارا نہیں لیا۔ رسولِ اسلام کی ہر جنگ "دفاعی" جنگ تھی اور کبھی جنگ میں پہل نہیں کی۔

قرآنِ حکیم کی "حسنِ سلوک" کی تعلیم اور پیغمبرِ اسلام کے درسِ اخلاق کے باوجود یہ کیسے مسلمان ہیں جو خدا، رسول اور قرآن پر ایمان رکھنے والوں کا خون اپنے ہاتھوں بہا رہے ہیں؟ اور اس کے لئے خود ساختہ شرعی جواز بھی اُن کے پاس ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہودی اور نصرانی ہمیشہ سے مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ آمادۂ پیکار رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ یہ سب باتیں آج سے چودہ سو سال قبل بھی قرآنِ حکیم کی نظر سے پوشیدہ نہیں تھیں۔ پھر بھی خالقِ کائنات نے ان فرقوں کے ساتھ نہ صرف حسنِ سلوک اور رواداری بلکہ ازدواجی تعلقات کا حکم مسلمانوں کو قرآنِ کریم کے ذریعہ حکم دیا ہے۔"

[ہفت روزہ سیوان ٹائمز
مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۷۴ء]

(۵)

اسی تسلسل میں پانچویں نمبر پر نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے اخبار "ڈیلی اسکیچ" میں شائع شدہ ایک افریقی غیر جانبدار دوست کا مفصل مضمون قابلِ مطالعہ ہے جسے اِسی پرچہ میں صفحہ ۱۱ پر اس کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر علیحدہ طور پر درج کیا گیا ہے قارئینِ کرام صلا ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

شاہ فیصل مرحوم سے حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات

بقیہ صفحہ (۶)

اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارناموں کو دنیا میں نشر کیا جائے۔ اور ہر زبان میں ہر رنگ میں آپ ﷺ کی سیرت کو پیش کیا جائے تاکہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ اس ہدایت کو قبول کریں۔ اور مسلمان اپنے اعمال میں اسی رُوح کو پیدا کریں جس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تھی۔ عملی زندگی کے اس انقلاب ہی سے وہ وقت قریب تر ہوتا جاوے گا جس کے آنے کی بشارتیں ہم پڑھتے چلے آتے ہیں۔ میں خیالات کے سلسلہ میں بظاہر دُور مگر اصل مقصد کے قریب چلا گیا۔ مکہ معظمہ بجائے خود ایک عالم ہے۔ اس دنیا کی کیفیات اپنے اندر ایک اور دنیا رکھتی ہیں۔ جس جس قدر وہ غور و فکر کی قوتوں کو تیز کرکے ان ذرات اور سنگریزوں اور ریگزار میں پھرتا ہے اسی قدر وہاں کے عجائبات اور باطنی حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے۔"

(کتاب الحج صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۲)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲
کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔
AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA – 12.
PHONE NO. 34-8407.

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کیلئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!
آٹو ونگس
AUTOWINGS, 32 - SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY MADRAS – 600004.
PHONE NO. 76360.

حاشیہ: [1] خود قرآن کریم میں بھی اس قسم کے واضح اشارات موجود ہیں مگر افسوس کہ علماء ان کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اپنی جہالت کے سبب اسلام پر ایک ... [illegible]

قسط اوّل

ابنِ ماجہ کی حدیث "لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا" پر علمی بحث اور ختمِ نبوّت کی واضح تفسیر

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھدرواہ (کشمیر)

جب سے رابطہ عالم اسلام کانفرنس مکّہ کی قرار دادیں شائع ہوئی ہیں پاکستان میں اینٹی احمدیہ تحریک چلا کر بے گناہ احمدیوں کے خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ارکان بالخصوص اور دیگر گدّی نشین مجاور صاحبان مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے ہیں۔ بلکہ بزعم خود احمدیوں کو بلا دلیل و برہان عام بازاری لوگوں کے ہاتھوں ظالمانہ طریق پر ستایا جارہا ہے۔ یہ لوگ اپنی اس حرکت کو عین اسلام خیال کرکے بالکل نیست و نابود کر دینے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی طبائع میں تحقیقِ حق کی جستجو بھی حیرت انگیز طور پر پیدا ہوگئی ہے۔ جسے تقدیرِ الٰہی کا ایک مثبت پہلو کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

چنانچہ ڈسٹرکٹ ڈوڈہ میں مخالف و موافق خیالات کے لوگوں میں بھی تحقیق و جستجو کا خیال غیر معمولی طور پر اُبھرتا نظر آرہا ہے۔ بلکہ بعض اوقات بحث کرتے کرتے آپس میں ہی اُلجھ جاتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ احمدی مسلمان ہیں۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں۔ غرضیکہ تمام دوکانوں پر اور بعض دفاتر میں بھی احمدیت کے صدق و کذب پر تبادلہ خیالات اکثر ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ احمدیت کے خلاف بحث میں حصّہ لینے والے ایک دوست خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو اچھی ملازمت میں برفائز ہونے کے علاوہ تحصیل کشتواڑ کی مشہور و معروف زیارت گاہ کے مجاورِ خاص ہونے کے سبب علاقہ بھر میں صاحبِ ثروت اور اثر و رسوخ کے مالک بھی ہیں۔

حال ہی میں انہوں نے دورانِ بحث "لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا" کی حدیث کو "قادیانی مذہب" والے مصنّف کی اتنداد میں غیر مستند قرار دیکر اسے من گھڑت حدیث قرار دیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

چونکہ متذکرہ بالا حدیث کا تعلق ایک مشہور تاریخی واقعہ سے ہے جس کو جھٹلانا اپنی ہی علمی بے مائگی کے مترادف ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس قسم کے شبہات بعض دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا کر دئے گئے ہوں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی صحت [illegible] پردہ اٹھایا جائے ؎

شاید کہ ترے دل میں اُتر جائے مری بات

مَیں نے اس مضمون کو ترتیب دینے کے لئے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کے علاوہ حضرت مولنا ابو العطاء صاحب جالندھری کی تصنیفِ منیف "تفہیماتِ ربّانیہ" سے خاص طور پر استفادہ کیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ مضمون مخالفینِ سلسلہ احمدیہ کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو۔ آمین۔

ختمِ نبوّت احادیث کی روشنی میں

واضح رہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم) اور حضور صلعم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت "ابوبکر رضؓ اس امت کے افضل فرد ہیں سوائے اس کے کہ نبی ہو"۔ (کنوز الحقائق صہ بحوالہ تفہیماتِ ربانیہ)

پھر واقعات یوں ہیں کہ ۵ سنہ ہجری میں آیت خاتم النبیین کا نزول ہوا۔ ۹ سنہ ہجری میں حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تولّد ہوا اور خوردسالی میں ہی یعنی سولھویں مہینے میں فوت بھی ہو گیا۔ اس کی وفات پر حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا" (ابن ماجہ کتاب الجنائز) یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ چونکہ آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد کا ہے۔ اس لئے اسے آیت خاتم النبیین کی گویا واضح تفسیر کہا جانا زیادہ مناسب ہوگا اس ارشادِ نبوی صلعم سے واضح ہے کہ خاتم النبیین کا لفظ حضورؐ کے نزدیک صدیق نبی یا امّتی نبی بننے میں ہرگز روک نہیں۔ ورنہ اس موقعہ پر یوں ارشاد فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہتا تب بھی نبی نہ بن سکتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مگر آنحضرت صلعم نے جو ارشاد فرمایا اس سے عیاں ہے کہ آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا تو صاحبزادہ ابراہیم رضؓ کے نبی بننے میں روک نہ تھا۔ البتہ اس کا فوت ہوجانا روک بنا۔ [illegible] کہ خاتم النّبیّین کے باوجود اُمّتی نبیوں کے لئے دروازہ کھلا ہے۔

حدیث لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا پر علمی بحث!

ابنِ ماجہ کی یہ حدیث اپنے مضمون کے اعتبار سے نہایت ہی واضح ہے۔ اس لئے بعض غیر احمدی علماء اس کے راوی (ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی) پر جرح کرکے اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اوّل تو جس طرح بعض ائمّہ جرح و تعدیل نے راویٔ حدیث مذکور کو ضعیف قرار دیا ہے اسی طرح بعض ناقدین ائمہ کے نزدیک وہ قابلِ تعریف اور ثقہ راوی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"(ترجمہ) ابن ہارون کا قول ہے کہ ابراہیم بن عثمان (راویٔ حدیث زیر بحث) سے بڑھ کر کسی نے قضاء میں عدل نہیں کیا۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس احادیث اچھی ہیں۔ اور وہ ابو حیّہ سے بہتر راوی ہے"۔ (تہذیب التہذیب جلد ا صہ ۱۳۵ بحوالہ تفہیماتِ ربّانیہ)

پھر ابو حیّہ کے متعلق لکھا ہے :-

"وَثَّقَهُ الدَّارُقُطْنِي وَ قَالَ النَّسَائِي ثِقَةٌ"۔ (تہذیب التہذیب جلد ا صہ ۱۱۳)

کہ امام دارقطنی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور امام نسائی بھی اُسے ثقہ کہتے ہیں۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر کسی راوی کو بعض عمائد ضعیف قرار دیں جبکہ بعض دوسرے اسے ثقہ ٹھہرائیں تو کیا ایسے ایک راوی کی وجہ سے حدیث کو "من گھڑت" یا غیر صحیح قرار دے کر اس سے استدلال نادرست ہو جائے گا؟ حالانکہ حدیث زیرِ بحث صحاح ستّہ کی کتاب ابنِ ماجہ میں ہے۔ اور دیگر احادیث سے اس کی تقویت بھی ثابت ہوجاتی ہے؟ اس کے جواب کیلئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانئے مدرسہ دیوبند کے مندرجہ ذیل کلمات قابلِ توجہ ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں :-

"یہ بھی روشن ہوگا کہ روایت کا ثبوت اور اس کی قوت کچھ اسی میں منحصر نہیں کہ اس کی سند ہی اچھی ہو۔ اگر کوئی آیت یا روایت صحیحہ اس کی مصدّق ہو تو یہ تصدیق آیت و روایت کافی ہے"۔ (آبِ حیات صہ ۶۲ مطبع مجتبائی مطبوعہ ۱۲۹۸ سنہ ہجری)

پھر فرماتے ہیں :-

"جس خبر کے مصدّق، عقل یا نقل ہو اس کو صادق ہی سمجھنا چاہیئے اگرچہ اس کے راوی ضعیف ہی کیوں نہ ہوں"۔ (آبِ حیات صہ ۴۷)

پس حدیث نبویؐ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا سے اس لئے اعراض کرنا کہ بعض ائمّہ نے اس کے ایک راوی کو ضعیف قرار دیا ہے محض نفس کا بہانہ ہے۔ اہلِ علم اصحابِ فن کا یہ طریق نہیں۔

دُوسرے یہ کہ حدیث زیرِ بحث کی صحت کا بہت سے ائمہ حدیث نے اقرار فرمایا ہے۔ حضرت امام علی القاری جو اہلِ سنّت والجماعت کے مسلّمہ بزرگانِ دین سے ہیں اور اُن کے متعلق مودودی صاحب نے بھی اپنے رسالہ ترجمان القرآن جنوری ۱۹۶۲ء صہ ۳۶ میں لکھا ہے :-

"امام علی القاری نے اس روایت کو صحیح مانا ہے"۔

پھر حاشیہ الشہاب علی البیضاوی میں بھی واضح طور پر درج ہے کہ

"وَ اَمَّا صِحَّةُ الْحَدِيْثِ فَلَا شُبْهَةَ فِيْهَا" کہ جہاں تک حدیث کے صحیح ہونے کا سوال ہے تو یہ بات ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (جلد ۷ صہ ۱۷۵)

پس ثابت ہے کہ راویٔ حدیث ابراہیم بن عثمان کے بارے میں بعض لوگوں کے اعتراضِ ضعف کی وجہ سے حدیثِ نبویؐ کی صحت میں کسی شبہ کی گنجائش پیدا نہیں ہوجاتی۔

تیسرے یہ کہ ابنِ ماجہ کی اس حدیث کی تائید دوسری تین روایات سے بھی ہوتی ہے جو مختلف طُرُق سے مروی ہیں۔ حافظ ابنِ حجر العسقلانی لکھتے ہیں :-

"(ترجمہ) امام سیوطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ کے صاحبزادہ ابراہیم رضؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ابراہیم پر ہو۔ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور نبی بن جاتا"۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ مصنفہ ابن حجر الہیثمی صہ ۱۵۰ مصری)

نیز حضرت امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ [illegible]

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "۔
(الفتاوی الحدیثیہ ص۱۵۰)

کہ اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

پھر علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ:۔
(ترجمہ) "حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلعم کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے"۔
(المواھب اللدنیہ جلد اوّل ص۳)

علاوہ ازیں تاریخ ابن عساکر میں بھی مرقوم ہے:۔
(ترجمہ) "امام بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لئے دایہ مقرر ہے جو اس کی رضاعت کی تکمیل کرے گی۔ اگر وہ زندہ رہتا تو ضرور نبی ہو جاتا"۔
(تاریخ ابن عساکر جلد ۱ ص۲۹۵)

ان روایات سے ابن ماجہ کی روایت زیر بحث لو عاش لکان صدیقاً نبیًّا کی زبردست تائید ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت ملا علی القاری تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
"لَہٗ طُرُقٌ ثَلَاثٌ یُقَوِّی بَعْضُھَا بِبَعْضٍ"۔ کہ یہ حدیث تین طریقوں سے مروی ہے جن کے باعث یہ حدیث نہ صرف صحیح قرار پاتی ہے بلکہ قوی قرار پاتی ہے۔
(موضوعات کبیر ص۶۹)

اس موقعہ پر ہم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند کا ایک اور زرّین قول بھی پیش کرتے ہیں۔ آپ حیات النبیؐ کے سلسلہ میں بعض روایات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔
"اِن روایات میں بعض روایات کا باعتبار سند کے چنداں قوی نہ ہونا چنداں مضر نہیں۔ چند ضعیف باہم مل کر اسی طرح قوی ہو جاتی ہیں جس طرح چند احاد مل کر متواتر بن جاتے ہیں"۔
(آبِ حیات ص۴۹)

پس یہ امر بالبداہت ثابت ہے کہ حدیث لو عاش لکان صدیقاً نبیًّا ایک صحیح حدیث نبوی ہے بلکہ اپنے متعدد طرق سے مروی ہونے کے سبب قوی حدیث ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد حدیث زیر بحث کے سلسلہ میں حسب ذیل ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔
"ابراہیم لختِ جگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خورد سالی میں یعنی سولھویں مہینے میں فوت ہو گئے تھے اس کی صفائی استعداد کی تعریف میں اس کی صدیقانہ فطرت کی صفت و ثنا احادیث کی رُو سے ثابت ہے"۔
(اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امام نوویؒ ایسے بعض بزرگوں نے حدیث لو عاش لکان صدیقاً نبیًّا پر کلام کیا ہے۔ مگر دراصل اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو اس حدیث کے سمجھنے میں دقت پیش آئی تھی۔

علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔
"وَھُوَ عَجِیْبٌ مِنَ النَّوَوِیِّ مَعَ وُرُوْدِہٖ عَنْ ثَلَاثَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ وَکَاَنَّہٗ لَمْ یَظْھَرْ لَہٗ تَاْوِیْلُہٗ"۔
(الفوائد المجموعہ ص۱۴۴)

کہ ایسی حدیث پر جو تین صحابیوں سے مروی ہے امام نوویؒ کا اعتراض عجیب ہے۔ بات یہ ہے کہ ان پر اس حدیث کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہوا۔

اس جگہ امام علی القاری کے الفاظ کتنے پیارے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔
"وَاِذَا اَخْبَرَ الصَّادِقُ وَثَبَتَ عَنْہُ النَّقْلُ الْمُوَافِقُ فَلَا کَلَامَ نَبِیِّہٖ مِمَّا یُنَافِیْہِ"۔
(موضوعات کبیر ص۶۸)

کہ جب نبیؐ صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے اور صحیح نقل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے تو پھر اس کے مخالف اور منافی کلام کا کوئی مطلب نہیں ہے"۔

پس واضح ہے کہ بے لوث محققین کے نزدیک حدیث زیر بحث یقینی طور پر درست حدیث ہے۔ اور اگر کسی نے اس کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے تو اس سے حدیث کی ثقاہت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(باقی آئندہ)

درخواستِ دُعا

مکرم محمد عارف الدین صاحب آف حیدر آباد اپنے چھوٹے بھائی عزیز محمود احمد صاحب کے متعلق اطلاع دیتے ہیں کہ وہ عرصہ چھ ماہ سے جاڑے بخار سے بیمار ہیں۔ ابھی تک صحیح تشخیص نہیں ہو سکی ہے۔ احباب جماعت سے عزیز موصوف کی صحت یابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قادیان

(۲)۔۔۔ میں نے امسال بی۔ اے فائینل کا امتحان دیا ہے نیز میری بہن میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئی ہیں۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی کیلئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار محمد ابراہیم امین۔ کنہ پورہ۔

منقولات

جماعتِ احمدیہ پر کفر اور ردّت کا فتویٰ نامناسب

مولانا دریابادی صاحب کا محتاط موقف

اخبار صدق جدید لکھنؤ مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۷۴ء صلا میں "خاتم النبیینؐ" کے عنوان سے برطانیہ کے ایک دوست کا مراسلہ مع مولانا دریابادی صاحب کی طرف سے جواب کے شائع ہوا ہے، جس میں مولانا موصوف نے خاتم النبیین کی تشریح و تفسیر کے سلسلہ میں جماعتِ احمدیہ پر کفر اور ردّت کے فتویٰ کو نامناسب قرار دیتے ہوئے محتاط موقف اختیار کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس سلسلہ میں فتویٰ تکفیر کے بارہ میں احتیاط کرنے والے ہوئے ہیں۔ کفر بازی میں جلد باز علماء کے لئے ہر دو علماء کا موقف علمی بصیرت کا باعث ہے۔ کاش! وہ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے تیار ہوں ۔۔۔ (ایڈیٹر بدر)

صدقِ جدید میں شائع شدہ مراسلہ مع جواب درجِ ذیل ہے:۔

"مراسلہ:۔

خاتم النبیینؐ

حضرت سے غائبانہ تعارف ہے اور حضرت کی تفسیر ماجدی کے مطالعہ کے بعد جی چاہتا ہے کہ ہندوستان آ کر نیاز حاصل کروں مگر پاکستانی پاسپورٹ پر اجازت نہیں۔ بندہ کو ایک اشکال ہے۔ امید ہے کہ حضرت کی تحریر سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد بانی سلسلۂ قادیانی کافر ہے یا کہ نہیں، ہند و پاکستان کے علماء نے متفقہ طور پر مرزا کو کافر کیوں قرار دیا! مرزا تو اپنے کو کھلم کھلا محمدی اور متبع کامل دین احمدی کہتے ہیں اور ان کی نبوت تو ان کے زعم و اصطلاح میں تمام تر اتباعِ رسول ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کی تکفیر کرنے والوں نے مرزا کی کتابوں کا مطالعہ نہیں فرمایا۔

میں امید کرتا ہوں کہ حضرت آیت خاتم النبیین کی تفسیر پر نظر ثانی فرمائیں گے۔ تاکہ کوئی کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکے۔

راقم محمد الیاس پاکستانی از برطانیہ

صدق۔ خط کے پتہ پر آپ نے خلیفہ حضرت تھانوی لکھا ہے یہ صحیح نہیں۔

زید، عمر، بکر کی تکفیر سے آپ کے مکتوب الیہ کو کوئی دلچسپی نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ اور نہ اس سے کہ کون کون صاحب اس فتویٰ تکفیر سے (مولانا ابوالکلام آزاد کی طرح) احتیاط کرنے والے ہوئے ہیں۔

صرف دیکھنا یہ ہے کہ تفسیر آیت خاتم النبیین میں غلطی کیوں اور کیا ہوئی ہے۔ اور کیا یہ نصِ قرآن سے تضاد کی بنا پر ردت تک پہونچا دیتی ہے۔ خواہ ارادہ ہو یا نہ ہو۔

خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر اور چونکہ مہر تحریر کے آخر پر لگائی جاتی ہے اس لئے مہر کے ثانوی معنی بھی آخری نبی کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ فارسی میں شاہ ولی اللہ اور اردو میں شاہ عبد القادر وغیرہ نے ترجمہ "مہر" ہی سے کیا ہے۔

حدیث میں بھی اس کی تفسیر آخر الانبیاء سے آئی ہے اور یہی امت کا اجماعی عقیدہ بھی ہے۔

لیکن بدترین تاویل بھی کفر کے مرادف نہیں جب تک کہ وہ نص قرآنی کے مخالف نہ ہو۔

ایسی غلطی شدید ترین اور بدترین ہونے کے باوجود لازمی طور پر حد ارتداد تک نہیں پہونچا دیتی۔

خلاصہ یہ کہ خاتم النبیین کی تفسیر صرف مہر سے کرنا اگرچہ

(۱) امت کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہے۔

(۲) اور حدیث کے عقیدہ آخری نبی کے مخالف ہے۔

(۳) اور لغت کے فاضلوں نے بھی ثانوی معنی آخر النبیین کے لئے ہیں۔

پھر بھی ان خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود یہ ردت کے الزام کے لئے کافی نہیں"۔

پاکستان میں اسلام کے مسائل

احمدیوں کو تنگ کرنے سے رک جاؤ

از مسٹر ایم۔ اے۔ اومولوڈسو۔

منقول از اخبار "ڈیلی اسکیچ" لیگوس (نائیجیریا) مورخہ ۸؍ اگست ۱۹۷۴ء

ذیل میں مسٹر ایم۔ اے۔ اومولوڈسو کے نوشتہ ایک مضمون کے چند اقتباس درج ہیں جو لیگوس (نائیجیریا) سے شائع ہونے والے اخبار "ڈیلی اسکیچ" کے ۸؍ اگست کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ یہ مبسوط مضمون پاکستان میں جاری مخالفِ احمدیت فسادات کے بارے میں ہے اور فسادات سے متعلق دو تصاویر بھی شائع ہوئی ہیں۔ موصوف نے اپنے متعلق یہ اظہار کیا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں آزاد خیال تصور کیا جا سکتا ہے اور لکھتے ہیں کہ "اعتقاد کا معاملہ ایک فرد اور اس کے معبود کے درمیان ہی ہوتا ہے۔ پاکستانی قومی اسمبلی کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کوئی اور بین الاقوامی جھگڑا پیدا نہ کر دے"۔ (ایڈیٹر بدر)

مسٹر ایم۔ اے۔ اومولوڈسو لکھتے ہیں:-

"پاکستان میں حضرت احمد نبی اللہ کے متبعین پر متواتر مظالم ڈھائے جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ یہ تمام مہلک حملے پاکستان میں احمدی مسلم افراد پر ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے دُنیا کے اس حصّہ میں مطیع و فرمانبردار احمدی مُسلم افراد پر مشتمل مسلم جماعت کے متعلق یہ اطلاع ملی ہے کہ محض اُن کے اعتقاد کے باعث ان کو قتل کیا گیا ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف عالمگیر مذہب ہی ہے بلکہ اب عالمگیر اخوت میں اجتماعی پُر امن زندگی بسر کرنے کا طریق بھی ہے۔

دنیا بھر میں یہ اطلاع ملی ہے کہ سالِ رواں کے ماہ جون میں تین ہفتہ کے اندر اندر احمدیوں کے مخالفین نے نہتے احمدیوں پر جو پاکستان کے شہری ہیں حملہ آور ہو کر اڑھائی درجن افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور پانچ ہزار سے زیادہ تعداد کو بے گھر کر دیا۔ مزید یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ دو درجن مساجد اور تین صد مکان کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ فیکٹریوں اور سترہ لائبریریوں کو بھی جن میں قرآن مجید کی چھ ہزار جلدیں موجود تھیں جلا ڈالا گیا۔ پانچ صد مکانات اور چھ صد دکانیں لوٹ لی گئیں۔ اور اکیس مساجد کو تباہ کر دیا گیا۔ تباہیوں کی موصولہ اطلاع کے اعداد و شمار کے مطابق نقصانات اس سے زیادہ ہوئے ہیں جتنے کا ذکر فہرست میں ہوا ہے۔ کیونکہ فہرست جو دی گئی ہے کسی طرح بھی مکمل نہیں ہے۔

یہاں پاکستان سرکار پر مقدمہ اس لئے نہیں چلایا جا رہا کہ اس کی غیر حاضری میں، اسے موت کی سزا کا حکم سُنایا جائے۔ خواہ کوئی بھی صورت ہو احمدی جو کہ حضرت احمد کو نبی مانتے ہیں ان کے املاک و نفوس کی حفاظت کے لئے سرکار کو اس سے بہت زیادہ کرنا چاہیئے جو اس وقت تک اس نے کیا ہے۔ کیونکہ تمام مسائل پر جو خواہ سیاسی یا سماجی، مذہبی یا کچھ اور ہوں غور کرتے ہوئے روئے زمین کا کوئی بھی ملک بکلی الگ تھلگ نہیں رہتا۔

جبکہ اسلام کو عالمگیر مذہب کہا جاتا ہے اور پاکستان سرکار کا دعویٰ ہوتے ہوئے کہ وہ دنیا بھر میں واحد عظیم ترین مسلم ملک ہے۔ تو حالات کی یہ کیسی طنز ہے؟

یہ خیال کرکے بھی کہ (حضرت) احمد کو نبی مان کر احمدیوں نے اسلام کے اوامر و قوانین کی کسی بھی شرع کے مطابق غلطی کی ہے تو کیا یہ امر انہیں گردن زدنی قرار دینے کے لئے کافی ہے؟ لیکن احمدی تو ہمیشہ علانیہ یہ کہتے ہیں کہ وہ مُسلم ہیں۔ حضرت محمدؐ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلکہ احمدی جن کو اب ستایا جا رہا ہے، علی الاعلان اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں کہ (حضرت) محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) دیگر انبیاء سے اعلیٰ و افضل ہیں۔

ایک انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ بالآخر کوئی سرکار اس امر کی تعیین نہیں کر سکتی کہ ایک قوم طوعاً و کرہاً کسی اعتقاد کی اتباع کرے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ پاکستان سرکار اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ قانوناً ایک قوم کے مذہب کی تعیین کرے۔ یہ امر حیوانوں سے متصادم ہونے کے مترادف ہے۔

اور اسلام تو ایک امن والا مذہب ہے اور جو کچھ وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ کریں تو کیا یہ کہنا ناروا ہو گا کہ اسلام ترغیب و تحریص کا نہیں بلکہ تلوار کے جبر والا مذہب ہے؟ مسلم اکثریت کا یہ اعتقاد ہے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی تھے۔ اگر احمدی اور دوسرے لوگ بخلاف اس کے یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ (حضرت) احمد نبی ہیں۔ تو ان پر حملہ آور ہونے کا کوئی سا بھی جواز رحمدلی کی بنیادوں کے مدّ نظر موجود نہیں۔ مذہب کے معاملہ میں قرآن مجید جبر کے استعمال کے خلاف ہے۔ (حضرت) محمّد رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر نے بُت پرستوں اور شرابیوں سے شفقت کا سلوک کرکے انہیں قبولِ اسلام کے لئے راغب کر لیا۔

ہر شخص کے تھوڑے تجربہ کے مطابق نائیجیریا کے دانشور ترین مُسلم وہ ہیں جو جماعتِ احمدیہ کے رُکن ہیں۔ اس ملک کے طول و عرض کے سفر میں مَیں نے یہ دیکھا کہ ہر جگہ احمدیوں کے اجتماع میں اعلیٰ تعلیم یافتہ چیدہ مسلمان پاؤ گے۔ اور یہ معلوم ہوا ہے کہ اس ملک سے باہر دیگر مقامات پر بھی یہی صورتِ حال ہے۔

پاکستان کے بھٹو اپنے ملک کے حکمران ہیں۔ تاہم انہیں یہ زور دار مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اس امر کا پوری طرح جائزہ لیں کہ اعتقاد کے مسئلہ کے ساتھ ایسی ملائمت کا سلوک کریں جیسے کوئی شخص ایک تازہ نکلے ہوئے انڈے کو اٹھاتے ہوا کرتا ہے۔ پاکستان دو زبردست متخالف گروہوں پر مشتمل ہے۔ یعنی اسلام کے اصلاح پسند احمدیوں اور کٹر مسلمانوں پر۔ کیا مسٹر بھٹو اس بارے میں قانون سازی مناسب خیال کریں گے کہ دونوں میں سے کون مُسلم ہے ---؟ ہر ایک گنجائش پاتا ہے کہ سخت ترین الفاظ میں کسی ایسی قانون سازی کو ہدفِ ملامت بنائے۔ کیونکہ اعتقاد کہیے یا مذہب۔۔ دانشمندی اس میں ہے کہ اس کا معاملہ فرد پر چھوڑ دیا جائے۔

کیا قرآن مجید نے ذیل کی تنبیہ نہیں کی کہ "جو کوئی ہدایت کی پیروی کرتا ہے تو وہ اپنے فائدہ کے لئے پیروی کرتا ہے۔" اور گمراہ ہونے والے کے متعلق کہو کہ "میں تو صرف ایک ڈرانے والا ہوں"۔۔۔۔۔ سو یہ امر یقیناً مضحکہ خیز ہے کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کے مدّعی مسلمان اس وقت قانون یا ڈگری کے ذریعہ اپنے مسلمان ساتھیوں پر بجبر اس بات کو ٹھونسنا چاہتے ہیں جس کے کرنے کو خود نبی (علیہ السلام) نے غیر معقول قرار دیا ہے ------ (اس جگہ مضمون نگار نے ربوہ کے واقعہ کا اختصار سے ذکر کیا ہے۔)

بیان کیا جاتا ہے کہ پُر زور تحریکات کی جا رہی ہیں کہ احمدیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کر دیا جائے جن پر وہ پاکستان کی سول سروس میں جائز طور پر فائز ہیں۔

مخالف مذہبی خیالات رکھنے والے احمدیوں اور دیگر لوگوں کو تنگ کرنے والوں کو جان لینا چاہیئے کہ وہ متواتر اپنی طاقتیں ضائع کر رہے ہیں۔ انہیں توجہ سے قرآن مجید کی اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ "اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سنو یقیناً اللہ کی نصرت قریب ہے"! اگر پاکستان کی قومی اسمبلی قانون کے ذریعہ بعض مذہبی نظریات کی ایک شکل کو ایک گروہ پر جو اس پر آمادہ نہیں جبراً نافذ کر دیگی تو کیا اس سے ایک بین الاقوامی خطرہ رُونما نہ ہو جائے گا؟

ایک بات جو خلافِ قاعدہ اور قابلِ بحث و تمحیص ہو کیا اسے کسی فرد پر جبراً ٹھونسنا صحتِ عقل کی رُو سے رَوا ہے؟ جبکہ اس کا فیصلہ اس فرد اور اس کے معبود کی طرف سے ہونا چاہیئے۔

ہر جگہ کے بنیادی انصاف، بھلائی اور عدل کے معیاروں کے خلاف کیا یہ امر نہیں؟ کوئی حکومت اپنے لوگوں پر کوئی خاص مذہبی اعتقاد ٹھونس کر اپنے تئیں ایک تنگ دائرہ میں محصور کر دے؟

کیا احمدیوں کے مخالفین اس بات سے واقف ہیں کہ سوویت یونین تک میں بھی اس کے شہریوں پر مذہب کی کوئی قسم جبراً نہیں ٹھونسی جاتی ------!!!

(ترجمہ)

ہر قسم کے پرزے
گوالیٰ
زرخ واجبی
پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں!!
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS,
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
فون نمبرز: دکان 23-1652، 23-5222 — مکان 34-0451
تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

پروگرام دورہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

تاریخ	روانگی از مقام	تا مقام	قیام	کیفیت
۲۶-۸-۷۴	از قادیان	جموں	-	
۲۷/۸	جموں	بھدرواہ	۳ یوم	۳۰/۸/۷۴ جمعہ بھدرواہ میں
۳۱/۸	بھدرواہ	کنی پورہ	ایک یوم	
۲/۹/۷۴	کنی پورہ	شورت	" "	
۳/۹	شورت	یاری پورہ	۲ یوم	
۵/۹	یاری پورہ	آسنور	۲ "	۶/۹/۷۴ جمعہ آسنور میں
۷/۹	آسنور	رشی نگر	ایک "	
۹/۹	رشی نگر	سرینگر	-	
۱۰/۹	سرینگر	ہاری پاری گام	-	
۱۱/۹	ہاری پاری گام	سرینگر	تین یوم	۱۳/۹/۷۴ جمعہ سرینگر میں
۱۴/۹	سرینگر	جموں	-	
۱۵/۹	جموں	قادیان	-	
۱۶/۹/۷۴	قادیان سے واپس بمبئی۔			

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

رسالہ "شبستان" دہلی میں ہمارا ایک اور مضمون

رسالہ "شبستان" بابت ماہ اکتوبر ۷۴ء میں جماعت احمدیہ کا ایک اور مضمون شائع ہو رہا ہے جس میں ستمبر ۷۴ء کے شمارہ میں شائع شدہ اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ یہ مضمون بھی پڑھنے اور پڑھائے جانے کے قابل ہے۔ "شبستان" کا یہ پرچہ ماہ ستمبر ۷۴ء کے دوسرے ہفتہ تک بازار میں آجائے گا۔ دوست اسے خرید کر فائدہ اٹھائیں۔ نیز یہی پرچہ دفتر دعوت و تبلیغ سے قیمتاً منگوایا جا سکتا ہے ؛

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

ہر جماعت کے ہر فرد کو یہ عزم کر لینا چاہئے کہ

چندہ عام ۔ حصہ آمد ۔ چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے اور ان کی باقاعدگی کی تاکید کرتے ہوئے حضورؑ نے یہاں تک فرمایا :-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور یا لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں، اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

اس لئے عہدیداران و سیکرٹریانِ مال اور مبلغین کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درخواستِ دعا

(۱)۔ میرے نانا جناب مرزا شبیر علی بیگ صاحب آف مانکاگوڑا بہت بیمار ہیں۔ کافی گھبراہٹ رہتی ہے۔ ان کی کامل شفایابی کیلئے تمام احبابِ جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مزمل احمد خان بوکارو ــــ (۲)۔ میری اہلیہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے صحتِ کاملہ کیلئے تمام احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد موسیٰ احمدی کوٹ پلہ۔

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کی سالانہ کانفرنس ملتوی

امسال جو سالانہ کانفرنس یاری پورہ میں ۱۷۔۱۸ اگست کو ہونے والی تھی، مقامی افسران کے مشورہ کے احترام میں غیر معین عرصہ تک کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔

عبد الحمید ٹاک سیکرٹری آل کشمیر احمدیہ کانفرنس

رمضان المبارک میں
فدیۃ الصیام اور انفاقِ مال

رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو اور ضعفِ پیری یا کسی اور حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو، اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ از روئے شریعت اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزہ کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ بلکہ یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔

سو میں اپنے معذور دوستوں کی خدمت میں بذریعہ اعلانِ ہذا گزارش کروں گا کہ ان میں سے جو احباب پسند فرماویں کہ ان کی رقم سے کسی مستحق درویش کو روزہ رکھوا دیا جائے تو وہ فدیہ کی رقم قادیان میں ارسال فرماویں۔ اس طرح ان کی طرف سے ادائیگیٔ فرض بھی ہو جائے گی اور غریب درویشان کی ایک حد تک امداد بھی ہو سکے گی۔ فدیہ کے علاوہ رمضان شریف میں روزے رکھنے والوں کو اپنی استعداد کے مطابق سنتِ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رمضان المبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ پس قربِ الٰہی میں ترقی کے لئے احبابِ کرام کو اس نیکی کی طرف خاص نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس نیکی کے بجالانے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اور رمضان المبارک کی بے پایاں برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی سعادت بخشے۔ آمین ؛

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

بقیۂ اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۶ اگست ۔ آج اس ماہ کا آخری دوشنبہ ہونے کے سبب مقامی طور پر حسب فیصلہ احبابِ جماعت نے نفلی روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ تمام دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

قادیان ۲۶ اگست ۔ آج صبح الحاج مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی بھدرواہ اور کشمیر کی احمدیہ جماعتوں کے تربیتی دورہ کے لئے تشریف لے گئے ؛

درخواستِ دعا

خاکسار کے والدین ان دنوں سخت بیمار ہیں والد صاحب کی طبیعت خراب ہے اور والدہ صاحبہ کا پیٹ کا آپریشن ۲۲ اگست کو ہونیوالا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ ۔ درویشانِ قادیان اور دیگر احبابِ کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ دعا فرماویں کہ میری والدہ کا آپریشن کامیاب ہو اور خداوندِ کریم صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ پانچ روپے درویش فنڈ میں اور پانچ روپے اعانتِ بدر کیلئے ارسال کر دیئے ہیں۔ خاکسار : شیخ فیروز احمد احمدی موسیٰ بنی مائنز